کی خاطر کی ہے ۔ وہ خدا کے خوف اور آخرت کی جوابدہی کے ایمان سے کام لے کر محمد سعد سراجی مرشد بابا سے نہ صرف معافی مانگیں بلکہ ناجائز طور پر حاصل کردہ مالی مفاد بھی اُن کے حوالے کر دیں ۔

تذکرۂ امام ربّانی، مجدّد الف ثانی

مرتبہ: مولینا محمد منظور نعمانی ۔ مدیر الفرقان لکھنؤ

ناشر: مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں

ضخامت: ساڑھے تین سو صفحات ۔ دبیز سرورق

قیمت: -/۲۲ روپے

حضرت شیخ احمد مجدّد الف ثانی، برصغیر میں تحریک نظامِ اسلامی کے بانی ہیں ۔ یہ سچا مسلمان اور یہ سچا صوفی اُس ذمہ داری کو خوب سمجھا جو رسولِ آخر الزمان کے ہر اُمتی پہ عائد ہوتی ہے ۔ بہت سے خلوتیانِ تصوف کی نگاہوں سے یہ ذمہ داری اوجھل رہی ۔ انہوں نے ساری توجہ انفرادی روحانی اصلاح اور آخروی کامیابی پر صرف کر دی، مگر اس دنیا کی اجتماعی زندگی سنوارنے کا جو بھاری فریضہ ہر صاحبِ ایمان کو پکارتا رہتا ہے، وہ درکنار رہ گیا ۔ حضرت شیخ احمدؒ نے تصوف کے ساتھ سیاسی تصرف کا حق بھی ادا کیا ۔ اور آپ کے کارنامے نے مغلیہ سلطنت کے آخری دور کی تاریخ کو منور کر دیا ۔ دعوتِ مجدّدی کی شعاعیں آج تک برصغیر کی ملتِ اسلامیہ کی ذہنی دنیا کو روشنی و حرارت دے رہی ہے ۔

حضرت مجدّد کے کارنامے کو مختلف پہلوؤں سے دیکھا جا سکتا ہے ۔ میرے نزدیک جہاں حضرت کی مساعی الحاد اور رفض اور بدعت کے خلاف ایک جہاد کی نوعیت رکھتی ہیں، وہاں بڑی عظیم خدمت یہ انجام پائی کہ ہندو تہذیب کے آخری زوردار ترین حملے کا آپ نے ایسا کامیاب مقابلہ کیا کہ شاہی محل اور دربار کو جس سیلاب کی موجوں نے پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اس کا منہ پھیر دیا ۔ مسلمانوں کے لیے یہ زمانہ بڑا اسنگین تھا جب کہ اُن کے علماء کو قتل یا جلا وطن کیا گیا ۔ ان کے اعتقاد مسخ کئے جانے لگے، اُن کے نظامِ عبادات کو خراب کیا گیا، ان کے شعائر کو اضحوکہ بنا دیا گیا ۔ شراب اور قمار کو فروغ ملا ۔ کتوں اور سوروں کو معزز جانور قرار دیا گیا ۔ ڈاڑھیاں منڈوانے کی رسم نے پہلی بار عمومیت اختیار کی، جبینوں پر قشقے لگائے جانے لگے ۔ دینِ الٰہی کے نام سے ایک گلدستہ نما پچ رنگا مذہب اس لیے ایجاد کیا گیا کہ ہندو مسلمانوں کی متحدہ وطنی قومیت مسلط کی جا سکے ۔

تاریخِ اسلام میں اس قسم کے حملے جب بھی ہوئے ہیں، ہمیشہ کسی نہ کسی قوت نے اُٹھ کر اعلائے اسلام کے لیے ملّت کے احساسات کو بیدار کیا ہے۔ بیشتر تحریکیں اس قسم کے حالات سے نمودار ہوئیں۔ دَورِ اکبری میں جب ہندو تہذیب کا کھُلا کھُلا سنگین حملہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شروع ہوا تو حق تعالیٰ نے حضرت شیخ احمدؒ کو اس کا مقابلہ کرنے کے لیے کھڑا کیا۔ شیخ نے ٹھنڈے طریقے سے اتنا مؤثر اور تیز رفتار کام کیا کہ اس کی لہریں مسندِ شاہی تک پہنچنے لگیں۔ عتاب ہوا، جنونِ عشق کی توامنع زنجیرِ زنداں سے کی گئی۔ مگر ذوقِ یقین کے اثر سے زنجیریں کٹ گئیں، اور شاہی طمطراق ایک درویش کے ایمان سے شکست کھا گیا۔ پہلے حکومت کی مخالفت ختم ہوئی۔ پھر ملائمت کا آغاز ہوا، بعد میں ملاطفت کا مرحلہ آیا، اور عاقبت متابعت پر ہوئی۔ آخری نتیجہ اورنگ زیب عالمگیر کی شکل میں سامنے آیا جس کے ہاتھوں برصغیر میں اسلامی نظام بڑی حد تک جلوہ گر ہوا۔

حضرت مجدّد کے متعلق سیاسی لیڈروں، ادیبوں، صحافیوں، استادوں اور نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنا چاہیے اور تحریکِ مجدّدی اور اس کے اثراتِ مابعد کا عمیق نظری سے جائزہ لینا چاہیے۔ کیونکہ برصغیر کی مختلف اسلامی تحریکات (لٹریری اور سیاسی) میں یہ اثرات کارفرما رہے ہیں، بلکہ اگر تحریکِ مجدّدی کا ایمان افروز اور تحریک آموز پس منظر موجود نہ ہوتا تو شاید تحریکِ پاکستان اُبھر نہ سکتی اور نہ آج ہم ایک آزاد اسلامی جمہوریہ کے شہری ہوتے۔

یہ کتاب دراصل رسالہ الفرقان کے ایک خاص نمبر (۱۳۵۷ھ) میں شائع شدہ چند گراں قدر مقالات کا مجموعہ ہے جسے مولینا منظور نعمانی صاحب جیسی معروف دینی شخصیت نے مرتب کیا تھا پہلا کتابی ایڈیشن ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا تھا اور یہ دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۷ء کا ہے۔